رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ — لاہور

چہارشنبہ

فی پرچہ ۱ر

جلد ۳ | ۲۷ شہادت ۱۳۲۸ ش | ۲۷ اپریل ۱۹۴۹ء | نمبر ۹۵

اخبار احمدیہ

لاہور ۲۷ ماہ شہادت: سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو کل سے پاؤں میں درد نقرس کی تکلیف تھی۔ اور دن بھر تکلیف رہی۔ مزید برآں یہ کہ رات کے آٹھ بجے کے قریب آنکھوں میں یکلخت تکلیف ہو گئی۔ آنکھوں سے پانی برابر جاری ہے۔ سرخی اور چبھن کے علاوہ بینائی میں نمایاں کمزوری معلوم ہوتی ہے۔ احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عاجلہ بخشے۔

(خاکسار حشمت اللہ ۲۸/۴ ۲۶)

— حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

محترم نواب عبداللہ خاں صاحب کی علالت

حرارت آج کم مگر نبض اور دل کی حالت کل کی رپورٹ کے مطابق ہے۔ دعاؤں کی مسلسل ضرورت ہے۔ جو بھی تبدیلی اور کمی ہو رہی ہے محض خدا کا فضل اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ احباب دعائیں جاری رکھیں۔ فقط (مبارکہ بیگم)

پچاس کروڑ والے کاغذات چوری نہیں ہوئے

چیف انجینئر کی طرف سے غلط فہمی کا ازالہ

لاہور ۲۶ اپریل: سرکاری ریکارڈ کی چوری کے متعلق اخبارات میں جو خبر چھپی تھی۔ کہ ہوائی اڈوں کی تعمیر سے متعلقہ کاغذات جن کے مطابق حکومت ہند نے پچاس کروڑ روپے ادا کرنے تھے چوری ہو گئے ہیں۔ اس غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے محکمہ تعمیرات عامہ کے شعبہ انہار کے چیف انجینئر نے بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ درست نہیں۔ در اصل ان ہوائی اڈوں کے ابتدائی حسابات کے متعلقہ رجسٹر چوری ہوئے ہیں جو جنگ کے دوران میں تعمیر ہوئے تھے۔ اور اس کی چوری سے کوئی مالی الجھن پیدا نہیں ہوئی۔ کیونکہ تقسیم سے پہلے ہی اس پر اونشل اکاؤنٹس کو حکومت ہند کے فوجی محکمے کے نام ترضے میں جمع کر دیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چوروں کا مقصد سوائے شرارت کے کچھ نہیں۔ پولیس واقعے کی تفتیش کر رہی ہے۔

راجہ حسن اختر کی پبلک انکوائری

آج راجہ حسن اختر کی پبلک انکوائری کا پانچواں دن تھا۔ انکوائری کمیشن کے روبرو حکومت مغربی پنجاب کے فنانشل کمشنر مسٹر اختر حسین محکمہ آبادیات اور کالونی کے ڈپٹی سیکرٹری مسٹر جی۔ ڈبلیو۔ رشاد و دیگر افسروں کے گواہوں کے بیانات قلمبند ہوئے۔ ... دیگر گواہوں میں مسٹر رحمت اللہ ڈپٹی کمشنر آفس کے سٹینو گرافر مسٹر اشفاق حسین اور کلرک مسٹر محمد اکرم کی شہادتیں قلمبند ہوئیں۔ آج استغاثہ کی جملہ شہادتیں ختم ہو گئیں۔ کل بحث ہوگی۔

(سٹاف رپورٹر)

نیشکر کی خوشگوار فصل

لاہور ۲۶ اپریل: مغربی پنجاب کے محکمہ زراعت کے اندازے کے مطابق ۱۹۴۸ء میں نیشکر کی فصل ۳۱۶۲۰۰ ایکڑ تھی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ موجودہ رقبہ سال ماسبق سے نو فی صدی زیادہ ہے۔ اس سال گڑ کی کل پیداوار کا تخمینہ ۴۰۰ ... ٹن لگایا گیا ہے۔ جو پچھلے سال کے مقابلے میں ۳۱ فی صدی زیادہ ہے۔ (سرکاری اطلاع)

محکمہ روزگار کی سرگرمیاں!

لاہور ۲۶ اپریل: مغربی پنجاب اور صوبہ سرحد کے دفاتر روزگار میں مارچ کے مہینے میں ۱۳۰۳۷ افراد کے نام رجسٹر کئے گئے۔ ان میں سے ۱۰۷۷ کو ملازمتیں دلائی گئیں اور ۱۹۳ ٹیکنیکل تربیت حاصل کرنے والوں کو کام دلائے گئے۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء تک کل ۱۱۹۴۲۳ اشخاص نے اپنا نام درج رجسٹر کروایا۔

—— لاہور ۲۶ اپریل: ایک سرکاری اعلان میں آبپاشی وغیرہ کے متعلق شکایات بھیجنے والے زمینداروں کو تاکید کی گئی ہے۔ کہ اپنی درخواستوں پر مکمل دستخط اور پتہ مکمل لکھا کریں۔ تحصیل ... ہو گا۔ اور ... کا نام نمایاں لکھا جایا کرے۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں چھپوا کر دفتر الفضل ... لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل بی

ربوہ کی وادی بے آب و گیاہ میں احمدی مستورات کا پہلا جلسہ سالانہ

منعقدہ ۱۵-۱۶-۱۷ اپریل ۱۹۴۹ء

پہلے دن کی کارروائی

سوا نو بجے صبح مردانہ جلسہ گاہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی افتتاحی تقریر لاؤڈ سپیکر کے ذریعے سنی گئی۔ حضور نے جو دعائیں فرمائیں تمام مستورات ان میں بھی اور سجدے میں بھی شامل ہوئیں۔ حضور کی تقریر کے بعد نماز جمعہ کے بعد پونے پانچ بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تقریر بھی بذریعہ لاؤڈ سپیکر سنی گئی۔ مردانہ جلسہ گاہ کی تقریریں بھی سنی جاتی رہیں۔

دوسرے دن کی کارروائی

سوا سات بجے جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترمہ امۃ السلام بیگم صاحبہ نے زیر عنوان "مسلمان مستورات کا لائحہ عمل" تقریر کی۔ جس میں بتلایا گیا۔ کہ کس طرح مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے سوچی سمجھی ہوئی سکیم پر عمل کیا گیا۔ خونریزی وحشت و بربریت کے واقعات بیان کرنے کے بعد آپ نے مسلمان عورتوں کو اپنے بچاؤ کا سامان اپنے پاس رکھنے۔ فوجی ٹریننگ لینے اور اپنی عملی زندگی میں اصلاح کرنے کی تلقین کی۔

ساڑھے آٹھ بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی تقریر شروع ہوئی۔ جس میں آپ نے فرمایا۔ کہ یہ ربوہ کے افتتاح کا جلسہ ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے ماتحت ہمیں کچھ عرصہ کے لئے قادیان چھوڑنا پڑا ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ کوئی ایسا مرکز بنائیں۔ جس میں ہم جماعتی نظام کو قائم رکھیں۔ حضور نے جلسہ کی غرض وغایت اور اہمیت بیان فرمائی۔ پھر گذشتہ صحابہ اور صحابیات کی قربانیوں کو بیان فرماتے ہوئے حضور نے مستورات کو احمدیت اور اسلام کے لئے قربانیاں کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور عورتوں کو تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ تم اپنے رشتہ داروں اپنی اولادوں اور اپنے مردوں کو قربانی کے لئے آمادہ کرو۔ حضور کی مفصل تقریر انشاء اللہ جلد شائع کر دی جائے گی۔

تیسرے دن کی کارروائی

صبح ۷½ بجے جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد امۃ اللطیف صاحبہ نے "ہماری تجویز اور موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر مضمون سنایا۔ اس کے بعد نصیرہ نزہت صاحبہ نے جماعت احمدیہ کا مستقبل کے موضوع پر اپنا مضمون سنایا۔ جس میں حضرت مسیح موعود کی جماعتی ترقی کی پیشگوئیاں بیان کیں۔ اور بتایا کہ کس طرح جماعت احمدیہ کی پیدائش ایک بیج کی مانند ہوئی۔ اس بیج کو ایک تن آور درخت بنتے دیکھنا ہماری اپنی قربانیوں پر منحصر ہے۔ قربانیوں سے ہی ہماری جماعت ترقی کر سکتی ہے ہم عورتوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ ہم اپنے مردوں اور رشتہ داروں کو قربانی کے لئے تیار کریں۔ آخر میں اپنے سلسلہ کی ترقی کے لئے التزام سے دعا کرنے کی تلقین کی۔

امۃ المجید صاحبہ نے وصیت پر تقریر کی انہوں نے بتایا کہ حضور کے نزدیک جماعت کے ایمان کا کم سے کم مظاہرہ وصیت ہے۔ صحابہ کی قربانیوں کو بیان کرتے ہوئے بتایا۔ کہ کس طرح انہوں نے اپنا سب کچھ دین کے لئے قربان کر دیا ہم سے تو صرف ⅒ حصہ کی وصیت کا حکم ہے۔ عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ وصیت کے لئے اپنے گھر میں مردوں۔ بچوں اور رشتہ داروں کو تلقین کریں۔

محترمہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ نے "نیا آسمان اور نئی زمین" پر اپنا مضمون سنایا۔ انہوں نے بتایا کہ کس طرح خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی۔ کس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس موقعہ پر دعائیں کیں۔ آپ نے تحریک کی کہ ربوہ کی تعمیر کے وقت ہمیں بھی یہ دعائیں کرنی چاہئیں۔

محترمہ امۃ الرشید صاحبہ نے قربانی پر اپنا مضمون سنایا۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب خدا کسی مامور کو کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کی جماعت کو ہر قسم کی قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ یہ قربانیاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ مالی اور جانی ہر بڑے مقصد کو پورا کرنے کے لئے دو قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو جو فتوحات حاصل ہوئیں وہ انہی قربانیوں کی وجہ سے حاصل ہوئیں۔ اگر آج ہم بھی مجسمہ قربانی بن جائیں۔ تو کامیابی یقینی ہے۔ عورتوں کو چاہیئے۔ کہ وہ قربانیاں کریں۔ اور اپنے مردوں کو بھی قربانی کے لئے تیار کریں۔

آخر میں محترمہ سیدہ فضیلت الاسلام بیگم صاحبہ نے مجلہ اماء اللہ کے دفاتر اور تعمیر ربوہ کے لئے ... ہزار روپیہ چندہ کی تحریک پر ایک مختصر تقریر کرتے ہوئے عورتوں کو چندہ دینے مالی قربانی کرنے کی تلقین کی۔ خاکسار امۃ السلام

سیرۃ خاتم النبیین حصہ سوم (جزو اول)

مصنفہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

اس کتاب کے پہلے دو حصے عرصہ ہوا شائع ہو چکے ہیں۔ اور اب یہ تیسرا حصہ شائع ہوا ہے۔ جس میں غزوہ بنو قریظہ کے بعد کے حالات سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ان تبلیغی خطوط تک کے حالات درج ہیں۔ جو آپ نے صلح حدیبیہ کے بعد مختلف بادشاہوں کے نام ارسال فرمائے۔ اور اس تعلق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک مکتوب کا بلاک فوٹو بھی درج ہے (بالمقابل صفحہ ۲۰۲) جو کہ حضور نے مقوقس مصر کے نام ارسال فرمایا تھا۔

جیسا کہ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔ موجودہ تصنیف صرف سیرت خاتم النبیین حصہ سوم کی جزو اول پر مشتمل ہے۔ باقی ماندہ جزو انشاء اللہ بعد میں شائع ہوگی۔

کتاب کی سائز $\frac{20 \times 26}{8}$ ہے۔ اور حجم ۲۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت باوجود موجودہ گرانی کے غیر مجلد اڑھائی روپے۔ اور مجلد ۳½ روپے رکھی گئی ہے۔ ملنے کا پتہ حسب ذیل ہے۔

(۱) ناظر صاحب تالیف و تصنیف۔ ربوہ ڈاکخانہ چنیوٹ

(۲) منیجر بک ڈپو تالیف و تصنیف ۸ ٹمپل روڈ لاہور

مکرمی عبد العزیز صاحب کی لنڈن کو روانگی

مسٹر عبد العزیز صاحب جو ۲۲ سال کے بعد لنڈن سے جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ آج بذریعہ پاکستان میل کراچی روانہ ہو گئے ہیں۔ وہاں سے ۲۹/۴ کو بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو جائیں گے۔ اسٹیشن پر بہت سے دوست الوداع کہنے کے لئے حاضر تھے۔ مکرمی ڈاکٹر غلام غوث صاحب مولوی عبد المغنی صاحب چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے ایک مجمع میں بڑے ساتھ الوداع کیا۔ احباب دعا فرماویں کہ سفر ان کے واسطے بابرکت ثابت ہو اور بخیریت منزل مقصود کو پہنچ جائیں

اعلان نکاح

عزیزہ امۃ الہادی بنت جناب ابو البشارت مولوی عبد الغفور صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نکاح محمد رشید الدین (جو مولوی وزیر الدین صاحب صحابی ۳۱۳ کے لڑکے ہیں) سے بعوض ۱۰۰۰/ روپیہ ۲۲/۴ کو بمقام ربوہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے پڑھا۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ جانبین کے لئے باعث برکت کرے۔

(ادارہ)

دعائے صحت درخواست

میری بیوی ایک عرصہ سے بیمار ہے۔ آج کل ضعف پے در پے ہو جاتے ہیں۔ احباب درد دل سے اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔

(خاکسار محمد صدیق کاتب روزنامہ الفضل لاہور)

بقیہ صفحہ ۳

گونجی ہوئی چیزیں ابھی تک اس کے پاؤں میں زنجیریں بنکر پڑی ہوئی ہیں۔

معاصر نے دیکھ لیا ہے کہ مسلم لیگیوں کی آڑ لے کر احراریوں نے اس جلسہ میں صرف اپنی احراری پن کا ہی مظاہرہ کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر نہ معلوم معاصر ان سے اور کیا توقع کر سکتا ہے۔ اگر اب بھی ہماری بات کا یقین نہ ہو۔ تو خود جناب صفدر ایم۔ اے مدیر آزاد کی زبانی سن لیجئے۔ اشاعت ۲۷ اپریل ۴۹ء کے اداریہ میں آپ نہایت شیخی سے رقمطراز ہیں۔

"جہاں کہیں بھی احرار نے کثرت سے لیگ میں شمولیت کی ہے۔ مرزائیوں کا کانٹا نکل گیا۔ جہلم میں مسلم لیگ کا صدر مرزائی تھا احرار اور مسلم لیگ کا جھگڑا اکرا رکھا تھا۔ مسلم لیگی کارکنوں نے بیک بینی و دو گوش باہر کر دیا۔ اب وہاں امن اور تبلیغ ہے۔"

اسی کا نام ہے چوری اور سینہ زوری۔ کیا معاصر چاہتا ہے۔ کہ تمام مسلم لیگ میں اس قسم کا احراری پن جاری وساری ہو جائے۔ جس طرح جہلم میں بقول مدیر آزاد ہوا ہے۔ کیا معاصر احراریوں سے احراری پن جدا کر سکتا ہے۔ کیا قائد اعظم کا یہی منشاء تھا۔ کیا مسلم لیگ کو احراری پن پر قربان کر دینا ہی مصلحت وقت ہے؟

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ الفضل خود خرید کر پڑھے

روزنامہ
الفضل

۲۷ اپریل ۱۹۴۹ء

مسلم لیگ اور احراری

(۲)

کل ہم نے الفضل میں چنیوٹی جلسہ کی روئداد روزنامہ "تسنیم" سے اپنے افتتاحیہ میں نقل کی تھی۔ اس روئداد کے مطالعہ سے ہمارے اس معاصر کو جو احراریوں کی مسلم لیگ میں شمولیت کی راہ تیار کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ اس جلسہ کا چنیوٹ میں خاص ان دنوں میں کرنے کا کیا مطلب تھا۔ آج ہم چاہتے ہیں کہ اس روئداد کا تھوڑا سا جائزہ لیں۔ اگرچہ روئداد نگار صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "بہرحال جلسہ کامیاب رہا" مگر ان کی تحریر کا ایک ایک حرف بتا رہا ہے کہ جلسہ نہایت ناکام رہا۔ لیکن ہمیں اس سے غرض نہیں۔ ہم جو بات معاصر کے علم میں لانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جیسا کہ جلسہ کی روئداد کے پہلے فقرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جلسہ کے داعی مسلم لیگ کے کارکن تھے۔ (لیکن) مقررین بیشتر احراری تھے۔ اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ یہ احراری اپنے احراری پن کے جراثیم کس طرح مسلم لیگیوں میں پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان مسلم لیگیوں نے جلسہ محض احراریوں کی انگیخت پر بلایا تھا۔ ایسا جلسہ بپا کرنے کی انہوں نے لیگ کی صوبائی یا مرکزی مجلس عاملہ سے کوئی اجازت نہیں لی تھی۔ اور یہ جلسہ قطعاً مسلم لیگ کے اصولوں کے مطابق منعقد نہیں کیا گیا تھا۔ کیونکہ مسلم لیگ کے اصول اجازت نہیں دیتے۔ کہ مسلمانوں میں اعتقادی اختلافات کی بناء پر اس طرح کے جلسے کئے جائیں۔ جن کی غرض کسی خاص فرقہ کے خلاف منافرت پھیلانا یا اشتعال انگیزی کرنا ہو۔ قائداعظم نے اس قسم کی باتوں کو سختی سے ممنوع قرار دیا ہوا ہے۔ اور جب کبھی بھی فتنہ طراز لوگوں نے ان کی زندگی میں اس قسم کی کوشش کی۔ آپ نے اسکو سختی سے دبا دیا۔ ہمیں یقین ہے کہ معاصر بھی اس امر میں قائداعظم کی دانشمندی اور مصلحت بینی کا قائل ہوگا۔ خود معاصر کی جدوجہد کہ مسلم لیگ سے کسی مسلمان کو نہ روکا جائے اس حقیقت شناسی کا عملی ثبوت ہے۔

کہا جا سکتا ہے کہ یہ جلسہ تو محض تبلیغی حیثیت رکھتا تھا۔ اور جس طرح احمدیوں کو اپنے معتقدات کی اشاعت کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح ہر کسی کو حق ہے۔ کہ وہ کسی خاص مسئلہ کے متعلق اپنے معتقدات کی تبلیغ کرے۔ شاید معاصر کو یہ بتانے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ کہ جماعت احمدیہ ایک خالصۃً تبلیغی جماعت ہے اور اس سے بڑھ کر دوسروں کے تبلیغی حقوق کا کوئی حامی نہیں ہے۔ اگر کسی جلسہ کی غرض ان مسائل پر آرام اور ہمدردی سے غور و فکر کرنا ہو۔ جو جماعت احمدیہ اور بعض دوسرے مسلمانوں کے درمیان اختلافی حیثیت رکھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر ہمیں کسی چیز کی خوشی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہم معاصر ہی سے پوچھتے ہیں۔ کہ احراریوں کی انگیخت پر جو جلسے جماعت احمدیہ کے خلاف پیچھے ہوتے رہے ہیں۔ یا اب ہوتے ہیں۔ کیا ان کو امن عامہ کے رو سے پسندیدہ سمجھا جا سکتا ہے؟

اسی چنیوٹی جلسے کے متعلق ہی غور فرمائیے کہ جلسہ پہلے مسلم لیگ کے پردے میں کیا جا رہا تھا۔ اور بعض چنیوٹی غیر احمدی دوستوں نے اس دھوکے میں آ کر داعیان کی مالی امداد بھی کی تھی۔ لیکن بعد میں جب میلے پتلے احراری پن کی نمائش ہونا شروع ہوئی۔ تو سنا جاتا ہے۔ کہ بعض مخیر دوستوں نے یہ حرکات مذبوحی دیکھ کر اپنے چندے واپس لے لینے کی کوششیں کیں۔ جن میں سے بعض شاید کامیاب بھی ہو گئے (اگرچہ یہ ناممکن سی بات ہے) یہی نہیں بلکہ اس عجیب و غریب جلسہ کی طفیل جس کی روئداد ایک اسلامی جماعت کے بھائی نے لکھی ہے اور جو معاصر کی نظروں سے گزر چکی ہے۔ پولیس بیچاری کو بھی ہلکان ہونا پڑا۔ اور دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کا بھی نفاذ کیا جانا مناسب خیال کیا گیا۔

اب بتلایا جائے کہ جس جلسہ کی وجہ سے پولیس کو خواہ مخواہ ہلکان ہونا پڑے۔ وہ جلسہ سوائے احراریوں کے کس کا جلسہ ہو سکتا ہے۔ اور اسکو محض تبلیغی جلسہ کس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر کھوکھلی دھونسوں کا نام مذہبی معتقدات پر غور و فکر ہے۔ تو واقعی احراری دفاعی کانفرنس اور روزنامہ آزاد کے افتتاحیے فکر و غور کی بہترین مثالیں ہیں۔ اگر دھینگا مشتیوں، [illegible] فقرہ بازیوں۔ اشتعال انگیزیوں۔ منافرت پاشیوں کا نام دلائل ہے۔ تو واقعی احراری مقررین اور انشاء پردازوں کی دھواں دھار تقریریں اور مرصع تحریریں افلاطون کے فلسفیانہ مکالمہ پر بھی فائق اور بھاری ہیں۔ اسلام کا اس سے بہتر نمونہ کہاں مل سکتا ہے۔ ہے ہے

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اسکا آسماں کیوں ہو

روزنامہ "تسنیم" کے روئداد نگار جلسہ کے سامعین کے متعلق فرماتے ہیں۔ "سامعین ادھر کے تھے نہ ادھر کے" یعنی نہ تو مسلم لیگی تھے۔ اور نہ احراری۔ کتنا عجیب بیان ہے۔ ظاہر ہے کہ جلسہ میں رونق افروز ہونے والے محض تماشائی تھے۔ جو یونہی جلسہ کا نام سنکر تماشہ دیکھنے کے لئے آ گئے تھے۔ ورنہ نہ ان کو داعیان سے تعلق تھا۔ اور نہ مقررین سے دلچسپی۔ ایک تماشہ تھا جو ہو رہا تھا۔ جیسا کہ اکثر تماشے ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ محض دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ روئداد نگار فرماتے ہیں۔

> اس لحاظ سے یہ جلسہ عجیب و غریب تھا۔ اور اس عجیب و غریب جلسہ میں ہمیں دعوت اسلامی کو پیش کرنا تھا۔

بعینہٖ اسی طرح جس طرح کئی ایک مختلف مجمع لگانے والے سمجھوتہ کر لیں۔ اور یکے بعد دیگرے ایک ہی مجمع سے مستفید ہونے کی سازش کر لیں۔ مسمریزم کے بعد دانت اکھاڑنے والا اور دانت اکھاڑنے والے کے بعد اکسیر والا وغیرہ وغیرہ۔ یہاں شاید ہم جنس کے ساتھ ہم جنس کی پرواز والا مصرعہ اس طرح پڑھا جانا چاہیے۔

کند نا جنس با نا جنس پرواز

ہم روئداد نگار کی خدمت میں یہاں صرف اتنا عرض کرتے ہیں۔ کہ آپ نے لاہور والی دفاعی کانفرنس نہیں دیکھی تھی۔ وہاں بھی تو آپ نے پورے ساز و سامان کے ساتھ اڈا لگا رکھا تھا۔ کیا آپ نے اس کانفرنس سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا تھا۔ بے شک آپ نے چند کتابیں تو ضرور بیچ لی ہونگی۔ مگر دعوت اسلامی سو خیر اس کا جو حشر دفاعی کانفرنس میں ہوا ہوگا۔ اس سے بڑھ کر آپ کو چنیوٹ میں کیا امید ہو سکتی تھی۔ لیکن پھر بھی ہم آپ کی ہمت کی داد دیتے ہیں۔ کہ جلسہ میں جا ہی پہنچے۔ آدمی ساتھ دینے کا وعدہ کرے تو خواہ دنیا کے کناروں تک ہی نہ جانا پڑے۔ اور پھر دعوت اسلامی کے لئے تو [illegible]

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

پھر روئداد نگار رقمطراز ہیں۔

> پھر یہ سنکر تعجب ہوا کہ صرف ایک جلسہ کے لئے ڈیڑھ ڈیڑھ درجن مقررین کو بلایا گیا تھا جن میں سے ہر ایک گھنٹہ دو گھنٹہ بولنے کے لئے آیا تھا۔

اس میں ہمیں نہیں معلوم تعجب کی کونسی بات ہے۔ آجکل جلسوں کی کساد بازاری ہے۔ اور پھر احراری مقررین کے لئے تو بازار خاص طور پر مندا ہے۔ ورنہ لائل پور میں مسلم لیگ کے ترقی پسند گروپ میں گھسنے اور چنیوٹ میں مسلم لیگ کا نقاب اوڑھنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ یہ تو بھلا ہو حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کہ انہوں نے "ربوہ" میں سالانہ اور مرکز نو کی بنیاد کا جلسہ منعقد کیا اور ان بے چاروں کو بھی احراری پن کی نمائش کرنے اور چار سامعین جلسہ کا مونہہ دیکھنے کا بہانہ نصیب ہو گیا۔ ورنہ اب وہ سامعین کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کہاں اور ویسے تماشائی تو جہاں چاہے مل جاتے ہیں۔ خواہ لاہور ہو یا چنیوٹ۔

جلسہ چنیوٹ کے تماشبین کا نقشہ بھی روئداد نگار نے جس چابک دستی سے کھینچا ہے۔ بایدو شاید۔ فرماتے ہیں۔

> جلسہ کو نظم سے بچانے کی امکانی حد تک کوشش کی گئی تھی۔ اعلان کسی اور وقت کے لئے ہوتا۔ اور جلسہ کسی اور وقت شروع ہوتا تھا۔ نام کسی اور صاحب کا لیا جاتا تھا۔ اور بولتے تھے کوئی اور صاحب۔ وقت الاٹ کیا جاتا تھا کسی اور مقدار میں اور استعمال ہوتا تھا کسی اور مقدار میں۔ اسی طرح کچھ مقررین نے بھی منتظمین سے ہم آہنگی کا ثبوت دینے کی کوشش کی۔ موضوع کو چنیوٹ میں چھوڑ کر کتنی ہی بار زبان کا مسافر کرۂ ارضی کی سیاحت کو نکل گیا۔ اور جب سفر ختم ہوتا۔ تو اس کے سوا کچھ نتیجہ نہ نکلتا۔ کہ زمین گول ہے۔"

دیکھئے جلسہ کی رگ رگ میں احراری پن جھلک رہا ہے یا نہیں۔ آخر ایسے جلسے کو ہی تو "بہرحال جلسہ کامیاب رہا" کہا جاتا ہے۔ خاصکر جبکہ اس کی روح رواں احراری مقررین ہوں۔ اسلامی نظم و ضبط کا اس سے بہتر نمونہ کہاں مل سکتا ہے۔ یہ اسلام کے ان نمائندوں کا جلسہ تھا۔ جو تقسیم سے پہلے مسلم لیگ اور اس کے بڑے بڑوں کو وہ کچھ سناتے تھے۔ جن کی گونج اب تک گلی کوچوں میں مرتسم ہے۔ اور جو تقسیم کے بعد مسلم لیگ کے کرتا دھرتا بن جانا چاہتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ پاکستان کے دفاع کی تمام ذمہ داری اب انہی کے کندھوں پر آ پڑی ہے۔ درآنحالیکہ وہ قدیم

(باقی دیکھیں ص ۲ کالم ۴ پر)

اسلام میں حکومت کا تصور

(تقریر مکرم قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور بر موقعہ جلسہ سالانہ ربوہ)

(۲)

یہ عجیب بات ہے۔ کہ اس زمانے میں دوبارہ مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہونا تھا۔ کہ انہیں اپنی حکومت اور اپنی سیاست اسلامی اصولوں پر ڈھالنی چاہیئے۔ اور اسی زمانے میں دشمن نے یہ سوال اٹھانا تھا۔ کہ اگر اسلام ایک دائمی اور مکمل تعلیم ہے۔ تو اس کا عملی نمونہ کہاں ہے۔ عین اسی زمانے میں اللہ تعالےٰ نے اسلامی خلافت کا عملی نمونہ دوبارہ قائم کر کے دکھا دیا۔ کہ خدا تعالےٰ نے بنی نوع انسان کو بھولا نہیں۔ اس نے اپنی مکمل تعلیم نبی عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ بھیج کر اور اس کا عملی نمونہ ایک دفعہ دکھا کر دنیا کو چھوڑ نہیں دیا۔ بلکہ عین وقت پر پھر دنیا کو یاد کروایا ہے۔ کہ اسلام اسی کا بھیجا ہوا دین ہے۔ اور وہ اسکی تر و تازگی اور اسکی زندگی کا خیال خود رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اور اسکی انسٹیٹیوشنز بھی زندہ ہیں۔ پھر یہ بھی عجیب بات ہے۔ کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں میں سے بعض ایسے لوگ پیدا ہو گئے۔ جو کہنے لگے کہ اب خلافت کا زمانہ نہیں۔ اب پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے خود اس خیال کو ناکام کر دیا۔ اور جماعت احمدیہ ہی کو نہیں ساری مسلمان دنیا کو پھر اس خیال پر قائم کر دیا۔ کہ خلافت ہی وہ روحانی نظام ہے۔ جس کا پیغام اسلام نے دنیا کو دیا ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ اپنی ہدایت کو دنیا میں بار بار قائم کرتا ہے۔ یہ روحانی نظام ہمیشہ نظر نہیں آتا۔ لیکن اس زمانے میں اس کا قائم ہونا اور دنیا میں موجود ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ اس زمانے میں دوست اور دشمن نے یہ سوال اٹھانا تھا۔ کہ اگر اسلام بھی اجتماعی زندگی کے لئے کوئی اعلےٰ درجہ کا نظام پیش کرتا ہے۔ تو اسکی عملی شکل کیا ہے؟ سو خدا کا یہ احسان ہے۔ کہ اسلامی خلافت جو کہ اسلامی حکومت اور سیاست کی آئیڈیل تصویر ہے۔ وہ ابتداءً اسلام میں ہی دنیا میں قائم ہوئی۔ اور اب اس زمانے میں اسے دوبارہ قائم کیا گیا۔ تا کہ ایک طرف دنیا کو اسلام کی زندگی کا ثبوت ملے۔ اور دوسری طرف اگر دنیا اس آئیڈیل روحانی نظام سے فائدہ اٹھانا چاہے۔ تو اس کا راستہ بھی اس کے لئے کھلا رہے۔ کسی آئیڈیل روحانی نظام سے فائدہ اٹھانے کی ایک تو یہ صورت ہے۔ کہ اس نظام میں لوگ شامل ہوں۔ لیکن اس سے اتر کر ادنیٰ صورتیں بھی ہیں۔ اور وہ یہ کہ جس حد تک (اپنے حالات کے ماتحت یا اپنی کمیوں اور کمزوریوں کے ماتحت) بھی کوئی قوم اپنے آپ کو اس نظام کے قریب لا سکے لائے۔ آج کل لوگ اس بات کو پوری طرح نہیں سمجھتے۔ وہ ایک طرف اسلام کے آئیڈیل روحانی نظام کو دیکھتے ہیں۔ دوسری طرف وہ اپنے آپ کو اپنی کمزوریوں اور معذوریوں کو دیکھتے ہیں۔ پھر یا تو وہ اپنے متعلق جھوٹے دعوے کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ یا اس حد تک مایوس ہو جاتے ہیں۔ کہ وہ سمجھتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم سے اب وہ کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور اسلام ان کے نزدیک عہد گذشتہ کا ایک واقعہ بن کر رہ گیا ہے۔ جو اس کا فائدہ تھا وہ ہو چکا۔ اب ہمارے لئے اس میں کچھ بھی نہیں۔ یہ بات درست نہیں۔ ہمارے زمانے میں بھی لوگوں کو خدائی وعدوں پر یقین رکھنا چاہیئے۔ اگر وہ خدائی وعدوں پر یقین رکھیں گے۔ تو ضرور اس روحانی نظام کو پا لیں گے۔ جس کا وعدہ اس زمانے کے لئے ہے۔ اگر اس حد تک ان کے سینے نہ کھلیں۔ تو پھر انہیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس روحانی نظام کا نقشہ جو تاریخ میں بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے جس قدر بھی اپنے آپ کو قریب کر سکیں۔ کریں۔

قرآن شریف سے اسلام کی تاریخ سے اور سابق انبیاء کی تاریخ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ہر نبی کے بعد خلافت قائم ہوتی ہے۔ اور خلیفہ مومنوں کے انتخاب سے ہوتا ہے۔ عجیب بات ہے۔ کہ مسلمان کہلانے والے بھی یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ کیا خلیفہ منتخب ہوتا ہے۔ اور کیا خلافت کو عام اصطلاح میں ڈیموکریٹک کہہ سکتے ہیں۔ ممکن ہے یہ شبہ تاریخ اسلام سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہو۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ شبہ اس روحانی بُعد کی وجہ سے ہے۔ جو مسلمانوں کو اسلام سے پیدا ہو چکا ہے۔ اسی بُعد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دور کیا۔ حضرت مسیح موعود کے خلفاء منتخب ہوئے۔ سو اگر کسی کو بھی اس بات کا علم نہ تھا۔ تو اب اسے علم ہو جانا چاہیئے۔ کہ خلفاء منتخب ہوتے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ ان کے انتخاب کو اپنا انتخاب قرار دیتا ہے۔ یہ اسی لئے کہ ایک ہی وجود ایک طرف انسانوں کا اور دوسری طرف خدا تعالےٰ کا نمائندہ ہو۔ اور خدا اور بندے کے اس رشتے اور جوڑ کا ایک عملی نمونہ ہو۔ جس کے لئے خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء منتخب ہوئے۔ اور ان کے انتخاب کو اللہ تعالےٰ نے اپنا انتخاب قرار دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلیفہ اول رضؓ کو بعض لوگوں نے معزول کرنا چاہا۔ اس خیال سے کہ گویا ان کا مقام لوگوں کے انتخاب کی وجہ سے ہے۔ لیکن حضرت خلیفہ اول نے اس سے انکار کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ مجھے خلیفہ خدا نے بنایا ہے۔ بندوں کا انتخاب آپ کے انتخاب کی ایک ظاہری شکل تھی۔ اسی طرح ابتداءً اسلام کے چاروں خلفاء منتخب ہوئے۔ اور ان کے متعلق بھی جب دشمن نے کوشش کی۔ کہ انہیں معزول کیا جائے۔ تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کی تائید کی۔ اور وہ تاریخ میں اور عقیدت عامہ میں خلیفہ ہی رہے۔ اور کوئی یہ نہ کہہ سکا۔ کہ ان کو گویا معزول کر دیا گیا ہے۔

جمہوریت کا اصول اسلامی تعلیم کے لحاظ سے ایک عام اصول ہے۔ اس لئے کہ قرآن شریف میں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا۔ کہ تم اپنی امانتوں کو ایسے لوگوں کے سپرد کرو۔ جو اس کے اہل ہوں۔ اہلیت کا فیصلہ لوگ خود ہی کر سکتے ہیں۔ اور اہلیت کا فیصلہ اگر لوگوں نے کرنا ہے۔ تو اس سے جمہوریت ہی ثابت ہوتی ہے۔ نہ کہ کچھ اور۔ ہاں اس میں جمہور کے فرائض اور ان کی ذمہ داری کی طرف ایک زبردست اشارہ ہے۔ اور وہ یہ کہ جمہوریت کا تقاضا ہے۔ کہ جمہور دیانتداری سے اس بات کا فیصلہ کریں۔ کہ امین کون ہے۔ اور امانت کے جو اہل ہوں۔ اپنے حقوق کی حفاظت کا کام صرف انہی کے سپرد کریں۔ اس سے جمہوریت کی بنیادوں کا علم ہوتا ہے۔ اور یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ جمہوریت کی کامیابی کی ذمہ واری کس پر ہے۔ آجکل جمہوریت کو کوسنا بھی عام ہو رہا ہے۔ لیکن لوگ یہ بھولتے ہیں۔ کہ جمہوریت اگر ناکام ہوتی ہے۔ تو کیوں؟ اسلامی تعلیم پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ جمہوریت کی کامیابی کی ذمہ واری خود جمہور پر ہے۔ اگر وہ خوب سوچ سمجھ کر اپنے حقوق کو ایسے لوگوں کے سپرد کریں گے۔ جو اس کے اہل ہیں۔ تو پھر وہ امید رکھ سکتے ہیں۔ کہ ان کے حقوق محفوظ رہیں گے۔ اگر وہ شروع میں ہی اپنے نمائندے منتخب کرتے وقت نسلی یا قومی یا خونی تعصب سے کام لیں گے۔ تو پھر وہ اپنے حقوق کو خود تباہ کرنے والے ہونگے۔ ایسے حالات میں اگر جمہوریت ناکام ہو جائے۔ تو اس کی ذمہ واری خود جمہور پر ہوگی۔

قرآن شریف میں جمہور کی ذمہ واری بیان کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے حاکموں کی ذمہ واری بھی بیان کر دی ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ حاکم بے شک حکم دیں۔ لیکن یہ یاد رکھیں۔ کہ ان کے حکموں میں حکمت بھی ہو۔ اور عدل بھی۔ واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل۔ حکم میں حکمت کی طرف اشارہ ہے۔ اور حکمت کے یہ معنی ہیں۔ کہ اجتماعی ضروریات پر انفرادی تقاضوں کو اگر قربان بھی کرنا پڑے۔ تو انہیں قربان کر دیا جائے۔ قریب کے فائدے کو دور کے فائدے پر قربان کر دیا جائے۔ لیکن عدل ہمیشہ مدنظر رہے۔ یہ نہایت ہی جامع تعلیم ہے۔ ایک طرف اجتماعی حقوق کی حفاظت کی تلقین کی گئی ہے۔ تو دوسری طرف انفرادی حقوق کی۔ یہی وہ توازن ہے۔ جس کی دنیا کو آج ضرورت ہے۔ آج کل بحثیں ہوتی ہیں۔ اور پوچھا جاتا ہے کہ کیا جماعت مقدم ہے یا فرد۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ جماعت اور فرد دونوں کے حقوق ہیں۔ اور دونوں کے حقوق کا مدنظر رکھا جانا ضروری ہے۔ فرد اور جماعت کی بحث کا ختم ہونا بھی یہ بتاتا ہے۔ کہ حقیقت جماعت اور فرد دونو کو چاہتی ہے۔ اور اس حقیقت کو صرف قرآن شریف نے پایا اور اسی نے بیان کیا ہے۔

ابتداء اسلام کے چاروں خلفاء کے انتخاب کا حال تاریخ میں درج ہے۔ جس ماحول میں یہ انتخاب ہوا۔ اور جس طریق سے ہوا۔ اس سے پوری طرح ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ اسلام انتخاب کے اصول کو سکھاتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضؓ کے انتخاب کے وقت انصار اور مہاجرین میں دینی کاموں کے لئے ایک قسم کی رقابت تھی۔ یہ رقابت دشمنی کی وجہ سے نہ تھی۔ بلکہ خدمتِ دین میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی خواہش کے نتیجہ میں تھی۔ اس لئے انصار نے اپنے آپ میں سے ایک خلیفہ منتخب کر لیا۔ لیکن بعد میں جلدی ہی انہیں یہ بات سمجھ میں آ گئی۔ کہ اسلام اور دین کا اتحاد یہ چاہتا ہے۔ کہ وہ کسی مہاجر کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں۔ جس پر حضرت ابوبکر رضؓ خلیفہ منتخب ہو گئے۔ حضرت عمر رضؓ کو حضرت ابوبکر رضؓ نے نامزد کیا۔ لیکن خود حضرت ابوبکر رضؓ اور دوسرے مسلمان یہ جانتے تھے۔ کہ یہ نامزدگی آجکل کے اصطلاحی معنوں میں نامزدگی نہیں بلکہ جمہور مسلمانوں کے لئے ایک تجویز تھی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضؓ نے ہدایت فرمائی۔ کہ میری تجویز کا اعلان کرو۔ اگر لوگ مان لیں۔ تو حضرت عمر رضؓ کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت عثمان کے انتخاب کے وقت حضرت عمر ایک عیسائی غلام کے اچانک حملے سے نڈھال ہو کر بستر مرگ پر پڑے تھے۔ آپ نے مشورہ کر کے چھ صحابہ رضؓ کی ایک کمیٹی بنائی اور کمیٹی کے نگران حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ جو تین دن مدینے میں پھرتے رہے۔ اور جمع شدہ لیڈروں اور جرنیلوں کی رائے معلوم کرتے رہے۔ اور اس مشورے کے نتیجے میں حضرت عثمان کا نام تجویز ہوا۔ اور جب مسجد میں بے تاب مسلمانوں کے سامنے اس تجویز کا اعلان ہوا۔ تو انہوں نے فوراً اسے قبول کر لیا۔ حضرت علی کے انتخاب کے وقت جو اختلاف ہوا۔ وہ یہ نہ تھا۔ کہ مسلمانوں میں ایک فریق ایک شخص کو خلیفہ بنانا چاہتا تھا۔ اور دوسرا فریق کسی دوسرے شخص کو۔ بلکہ اختلاف یہ تھا۔ کہ بعض لوگ چاہتے تھے۔ انتخاب خلافت کو ابھی رہنے دیا جائے۔ اور حضرت عثمان کے شہید ہونے سے جو نقصان ہوا ہے۔ اس کی تلافی پہلے کی جائے۔ لیکن دوسرے یہ چاہتے تھے۔ کہ خلافت کا انتخاب بہر حال پہلے ہو۔ انہوں نے حضرت علی رضؓ کو کھڑا کر دیا۔ لیکن حضرت علی نے یہ سمجھتے ہوئے کہ خلافت کا انتخاب انتخاب عامہ کو چاہتا ہے۔ یہ کہا۔ کہ ان سے بھی پوچھ لو۔ یعنی ان سے بھی جو کہتے ہیں۔ کہ انتخاب خلافت کو ابھی رہنے دو۔ اس پر جواب ملا۔ کہ انہیں کوئی اعتراض نہیں۔ اسی پر حضرت علی منتخب ہوئے۔ باقی

بچّوں کے نفسیات

نفسیات کی کتابوں میں عمر ترتیب کے لحاظ سے بچوں کی جسمانی اور دماغی نشوونما کی رفتار کو نقشوں کے ذریعہ دکھایا جاتا ہے۔ ایسے نقشوں کو دیکھ کر ہر بچے کے متعلق فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کی رفتار ترقی اس کی عمر کے مطابق ہے یا نہیں۔ مثلاً پہلے سال کے اندر اکثر بچے کھڑا ہونا اور چلنا سیکھ لیتے ہیں۔ دو سال کی عمر میں وہ دوڑنا اور بولنا سیکھ لیتے ہیں۔ دو سال سے پانچ سال تک کی عمر میں ان کی جماعتی اور تعاونی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اس عرصہ میں بچے میں خود اعتمادی بھی پیدا ہو چکتی ہے۔ خود کپڑے پہن لینا، اتار لینا، اور تمیز سے دوسروں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا پینا بھی آجاتا ہے۔ پانچ چھ برس کی عمر میں بچہ گویا اچھا خاصا انسان بن جاتا ہے کہتے ہیں آٹھ دس سال کی عمر کا بچہ اپنی مادری زبان کے قریباً تین چار ہزار الفاظ سے واقف ہو جاتا ہے۔ چھ سال کی عمر میں وہ اسکول جا کر پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے اور دوسرے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر سبق لینا اور اپنے ہم عمروں کے ساتھ مل کر کھیل کود میں حصہ لینا بھی اس کے لئے ممکن ہو جاتا ہے۔

سرسری مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بچہ اسکول میں داخل ہوتا ہے تو وہ بالکل ایک صاف تختی کی طرح ہوتا ہے اور نیک و بد بننے یا علم و ہنر سیکھنے کی ابتدا اس عمر سے ہوتی ہے۔ جس میں بچہ اسکول جانا شروع کرتا ہے۔ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ ہر بچہ کی کچھ افتاد طبع ہوتی ہے۔ اس کی کچھ ذاتی صلاحیتیں اور قابلیتیں ہوتی ہیں۔ ان سب کا حال بچپن ہی میں کھلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے ورثے میں بہت کچھ لے کر آتے ہیں اور اپنے ماحول سے بھی وہ ابتدائی زمانے میں ہی بہت کچھ اخذ کر لیتے ہیں اس میں شک نہیں بچپن کی علامتوں سے آئندہ کے حالات کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ چاہے وہ علامتیں نمایاں ہی کیوں نہ ہوں۔ بعد میں وہ سب کو نظر آنے لگتی ہیں۔ لیکن بچپن میں وہ اکثر نظر انداز ہو جاتی ہیں۔ اگر بچے عجیب حرکتیں کریں۔ تو بھی والدین بہت زیادہ متفکر نہیں ہوتے۔ دماغی بیماریوں کے متعلق جو لوگ تجربہ رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اکثر دماغی مریض دراصل بچپن کے زمانے سے ہی مریض چلے آتے ہیں۔ اس وقت مرض کی علامتوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ علامتیں مرض کی ابتدا تھیں یہ ضرور ہے۔ کہ بچپن کے بعد جو درمیانی عمر آتی ہے۔ اس میں بچپن کے بہت سے کرتوت دب جاتے ہیں۔ لیکن بچے کی زندگی سے خارج نہیں ہو جاتے۔ اگر بچے کی دلچسپیاں اس کے مشاغل اور اس کے جذبات ایک متوازن شکل اختیار کر جانے جائیں تو اس سے اچھی اور کیا بات ہو سکتی ہے

اگر بچپن سے بلوغت اور بلوغت سے پختہ عمر تک انسانی نشوونما صحت اور توازن کی حدود کے اندر ہوتا چلا جائے تو سب کچھ ٹھیک رہتا ہے لیکن اگر کسی وجہ سے کسی طبعی اعصابی کمزوری کی وجہ سے کسی صدمہ کی وجہ سے یا کسی اور غیر معمولی واقعہ کی وجہ سے یہ توازن بگڑ جائے تو پھر بڑی عمر میں انسان کی حالت ایسی ہونے لگتی ہے کہ گویا وہ ابھی اپنے بچپن میں ہے، وہ عمر میں بڑا ہے۔ لیکن جذبات میں، میل جول میں، خاص حالات کا مقابلہ کرنے میں، یا عام مشکلات کا سامنا کرنے میں اس کی کیفیت بچوں کی سی ہوتی ہے۔

جنون کی بہت سی تعریفیں ہیں لیکن ایک تعریف ایسی ہے جس میں جنون کی بہت سی علامتیں آجاتی ہیں۔ اور وہ یہ کہ جب عمر بڑی ہو اور دماغی ذہنی اور جذباتی کیفیت بچپن کی سی ہو تو اسے جنون کہتے ہیں۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ بڑی عمر میں جب کوئی دماغی فتور پیدا ہونے لگتا ہے، تو گویا بچپن کی عادتیں واپس آنے لگتی ہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ بچپن بڑی عمر کا پیش خیمہ ہوتا ہے یہ ایک بڑی بھاری حقیقت ہے۔ بچپن کے حالات بڑی عمر کے حالات کے ہو بہو سچی ہوتے ہیں اور ان کا سانچہ بھی اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ بچپن کی زندگی کس قدر اہم ہے۔ افسوس ہے علم النفس ابھی یہ بتانے سے قاصر ہے۔ کہ بچوں کی زندگی کے متعلق وہ کیا احتیاطیں ہیں جن کے اختیار کرنے سے بچوں کی آئندہ زندگی یقینی طور پر صحت والی اور ان کے اپنے لئے اور دوسروں کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ علم النفس ابھی یہ کہہ سکتا ہے کہ بچوں کو ہر قسم کے غلو سے بچایا جانا چاہیئے اور بچانا بھی اس طرح چاہیئے کہ یہ بچانا خود وبال جان نہ بن جائے۔ اکثر والدین اپنے جذبات کا فتور اپنے بچوں میں منتقل کر دیتے ہیں۔ اس سے یہی پایا جاتا ہے کہ والدین کی اپنی زندگی بڑی متوازن اور پُرامن ہونی چاہیئے وہ محبت اور اطمینان کا ایک مرقع ہونا چاہیئے پھر بچوں سے محبت کے اظہار میں بھی ایک درمیانی روش نہایت ضروری ہے یہ نہ ہو کہ بچے ماں باپ کی محبت کو ترستے رہیں اور نہ یہ ہو کہ ماں باپ ان سے اتنی محبت کریں کہ وہ بڑے ہو کر کسی ادنیٰ طبعی تکلیف کو قبول ہی نہ کر سکیں۔ زیادہ ۲

ح خوف اور زیادہ پریشانی سے بھی بچوں کو بچانا ضروری ہے۔ بچے جب ذرا بڑے ہوں۔ تو ان کو کام ایسے دیئے جائیں جو ان کی لیاقت اور طبیعت کے مطابق ہوں اتنے زیادہ مشکل ہوں نہ زیادہ آسان۔

(پروفیسر ایم۔ اسلم کی نشری تقریر سے اقتباس)

ربوہ میں دھوبیوں۔ حجاموں۔ سقّوں اور نجاروں کی ضرورت

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ جماعت احمدیہ کا مرکز ربوہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ قائم ہو چکا ہے۔ اور جملہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید یہاں باقاعدہ کھل گئے ہیں اس کے علاوہ اور بھی احمدیہ آبادی قائم ہو چکی ہے جس کے لئے ضروریات زندگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ یہاں دھوبیوں۔ حجاموں۔ سقوں۔ نجاروں وغیرہ کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ بالا کارکن جو ربوہ آنے کے خواہشمند ہوں۔ وہ اپنی درخواستیں۔ ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ۔ ڈاکخانہ چنیوٹ ضلع جھنگ کے پتہ پر فوراً بھجوا دیں تا ان کو اجازت دی جا سکے۔

نوٹ:۔ عبد الحمید صاحب دھوبی جو قادیان کے رہنے والے ہیں۔ وہ یہاں آکر آباد ہوں۔ معلوم ہوا ہے کہ وہ لائلپور میں ہیں۔ جماعت احمدیہ لائلپور ان کو اطلاع کر دے۔ ایام فسادات میں یہ نوجوان قادیان میں گرفتار ہوا اسے گورداسپور جیل میں لے جایا گیا تھا۔

(ناظر امور عامہ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

خاکسار کا بھائی حفیظ الرحمٰن احمدی فرم انجمن سنڈ خانیوال۔ ضلع ملتان پاؤں پر چوٹ لگنے سے بیمار ہیں۔ احباب سے دعا کے لئے التجا ہے (خاکسار ملک محمد افضل بھیروی حال خانیوال)

"علاقہ ہذا میں ایک معزز دوست کے احمدی ہونے کے باعث لوگ بہت مشتعل ہو رہے ہیں۔ ہمیں نقصان پہنچانے کیلئے ہر طریق سے کوشاں ہیں۔ افسران بالا کے پاس وفود بھیجکر اور درخواستوں کے ذریعہ سے تبدیلی کی کوشش بھی جاری ہے۔ درویشان احمدیہ۔ صحابہ مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کے سب احباب سے عاجزانہ طور پر درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ اشرار کی تمام مساعی کو خاک میں ملا دے۔ اور احمدیت کو فتح و نصرت فرما دے۔ اور ہمیں استقلال اور استقامت عطا فرمائے رکھے آمین"

احقر محمد ابراہیم شاد احمدی مدرس موس ضلع شیخوپورہ

میرے والدین اور دیگر متعدد رشتے دار مختلف عوارض میں مبتلا ہیں۔ احباب سب کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

شیخ جمیل احمد رشید بی اے لاہور

خاکسار کی والدہ ایک عرصہ سے بعارضہ تپدق بیمار ہے۔ دوستوں سے دعا کی درخواست ہے۔ عبد الرحمٰن خان از کراچی

مورخہ ۲۰/۴/۴۹ کو میرے والد صاحب کی آنکھ کا اپریشن ہوا ہے اور وہ ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار عبد الرشید ولد بابو عبد الغنی صاحب احمدی بنالوی حال لودھراں ضلع ملتان

میری والدہ مکرمہ عرصہ چار ماہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ اور حالت تشویشناک ہوتی جا رہی ہے۔ احباب ان کی صحت کاملہ و شفا عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔

خاکسار:۔ محمد دین

محترم محمد عبد اللہ صاحب سنگا لڑکا بیمار ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں کریں۔

(محمد ابراہیم سکنہ دیوا سنگھ)

میرے خلاف محکمہ نہر میں مقدمات بنائے گئے ہیں۔ جن میں دشمن ملازمت سے برطرف کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(محمد ابراہیم پٹواری نہر دھاریوال)

میرے عزیز دوست چوہدری غلام محمد بشیر صاحب کی اہلیہ صاحبہ ایک ماہ کے عرصہ سے بیمار ہیں اور میرپور سندھ ہسپتال میں زیر علاج ہیں احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔ (محمد حیات تاثیر)

دعائے مغفرت

میرا لڑکا عزیزم محمد احمد بعمر ۱۰ سال ایک عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ گیارہ اپریل گیارہ بجے صبح ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔ مرحوم نہایت نیک اور مخلص نفس ہوتا تھا۔ احباب دعائے مغفرت فرماویں۔

(محمد صدیق مہاجر از میانی سرگودھا)

تحریک جدید کی پانچ ہزاری فوج

تحریک جدید کے دفتر اول کے پندرھویں سال کے وعدے ۳۱ مارچ تک سو فی صدی ادا کرنے والے مجاہدین کی فہرست دیتے ہوئے گذارش ہے کہ اگر کسی دوست نے اپنا وعدہ ۳۱ مارچ تک ادا کر دیا ہے اور اس کا نام گذشتہ فہرست یا اس فہرست میں نہیں آیا تو اسے فوراً دفتر وکیل المال تحریک جدید ربوہ کو لکھنا چاہئیے۔ سوائے بیرونی ممالک کے احباب کرام کے ان کے نام آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ شائع کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ دفتر دوم کے سال پنجم کا وعدہ سو فیصدی پورا کرنے والوں کی فہرست بھی آئندہ اسی طرح انشاء اللہ تعالےٰ شائع ہوگی۔

پاکستان اور پاکستان کے باہر کی تمام جماعتوں اور براہ راست وعدہ کرنے والے احباب کو یہ نوٹ رکھنا چاہئیے کہ ۳۱ مئی تک وعدوں کی ادائگی انہیں سابقون الاولون میں شامل کرتی ہے

تحریک جدید کے مجاہدین کو یہ تو یاد ہی ہوگا کہ بیرونی ممالک کے مبلغین کے ششماہی اول کے اخراجات ماہ جون جولائی میں پیشگی ہر سال بھیجے جاتے ہیں اور انہی ایام میں واقف بحیثیت طالب علم درسگاہوں میں بھی داخل کئے جاتے ہیں اور ان کے اخراجات کا اکثر حصہ فیس وکتب وغیرہ پیشگی ادا کیا جاتا ہے۔ اس طرح تحریک جدید کو مئی اور جون میں بہت بڑی رقم کی ضرورت ہوتی ہے اور ۳۱ مئی تک وعدے ادا کرنے والے احباب سابقون الاولون میں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے چھ ماہ سے پہلے اپنے وعدے کو پورا کیا اور سلسلہ کو عین ضرورت کے وقت فائدہ پہنچایا۔ پس ایسے احباب سابقون الاولون میں ہیں پاکستان اور بیرونی ممالک کی جماعتوں کو اپنے وعدے ۳۱ مارچ تک ادا کر دینے چاہئیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق بخشے۔ فہرست یہ ہے (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

نام	رقم
چوہدری عبد الکریم صاحب چک نمبر ۳۰/۹۰	۱۰-۰-۰
عبد اللہ خانصاحب پٹواری ڈیرہ	۳۱-۰-۰
حوالدار کلرک بشیر احمد خانصاحب گجرات	۹۰-۰-۰
فضل محمد صاحب ہرسیاں والے ″	۱۳-۲
محمد شفیع صاحب کنسٹبل پولیس منڈی بہاؤالدین	۶-۰-۰
چوہدری فضل الٰہی صاحب کھاریاں	۶۰-۰-۰
ہاجرہ بیگم زوجہ فضل الٰہی صاحب ″	۱۴-۰
رحمت بی بی صاحبہ ″	۷-۸
بیگم بی بی صاحبہ دختر ″	۷-۸
نور بیگم صاحبہ زوجہ سلطان احمد صاحب ″	۷-۸
فضل بیگم صاحبہ زوجہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب	۱۱-۸
زینب بی بی والدہ مرحومہ سعد الدین صاحب کھاریاں	۱۱
غلام محمد صاحب شیخ پور گجرات	۵-۸
میاں فتح عالم صاحب دھارو والیہ	۲۵-۰-۰
فضل الدین ولد نبیوں گو لیکے	۵-۴
میاں نور الدین صاحب دھارو والیہ	۱۵-۸
میاں احمد الدین صاحب ڈنگہ گجرات	۱۲-۴
رشیم بی بی صاحبہ والدہ عطا محمد صاحب دفتر کلاں	۶-۸
منشی سلطان احمد صاحب گجر کریانہ	۷۸-۰-۰
غلام محمد صاحب چک نانوالی	۱۲-۸
ملک اللہ رکھا صاحب کنجاہ	۵-۴
نواب خانصاحب فتح پور	۵-۴
دیوان علی صاحب سرائے عالمگیر	۱۶-۰-۰
عبد الحق صاحب ″	۶-۴
محمد عبد اللہ صاحب ″	۶-۱۴
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب کڑیانوالہ	۸۵-۰-۰
اہلیہ صاحبہ ″ ″	۹-۴
میاں خانصاحب سید آگوں	۱۰-۰-۶
محمود احمد صاحب کمیانہ گجرات	۱۰-۰
چوہدری غلام حسین صاحب بیا محلہ جہلم	۱۴-۰-۰
سید مبارک احمد صاحب جہلم	۱۲-۰
ڈاکٹر عبد الغنی صاحب اہلیہ ودآباد جہلم	۲۵-۰-۰

نام	رقم
ملک نور احمد صاحب محمود آباد جہلم	۷-۹-۶
حوالدار حاجی محمد الدین صاحب ″	۹-۸-۰
جمعدار ملک محمد عبد اللہ خانصاحب دوالمیال	۴۰-۰-۰
عبد اللہ خانصاحب دوکاندار ″	۱۷-۸
ملک ستار محمد صاحب ″	۱۲-۰-۰
راجہ غلام محمد صاحب ونیل پور جہلم	۵۰-۰-۰
ڈاکٹر مرزا عبد الرحیم صاحب جلالپور کیکناں	۵۱-۰-۰
راجہ فضل داؤد صاحب ڈلوال	۸۰-۰-۰
سلطان بخش صاحب کالا کھار	۶-۸
محمد یوسف صاحب بریلوی ترکی	۲۵-۰
محمد رمضان صاحب کوٹلی والے گجرات	۱۸-۳-۶
چوہدری عبد الرحمٰن صاحب راولپنڈی	۵۰-۰-۰
″ نور محمد صاحب ″	۶۵-۰-۰
قریشی محمد اسمٰعیل صاحب ″	۵۰-۰-۰
منشی رحمت خانصاحب فیروزپوری	۱۷-۴
اہلیہ صاحبہ ″ ″	۶-۴
کرم النساء صاحبہ اہلیہ امیر عالم صاحب	۱۵-۴
صوبیدار سید محمد اسمٰعیل صاحب	۲۵-۰
حوالدار عنایت اللہ صاحب	۱۹-۰
فتح بی بی صاحبہ اہلیہ ″	۱۴-۰
کرنل محمد عنایت اللہ صاحب راولپنڈی	۵۰/-
قمر بیگم صاحبہ اہلیہ ″	۵۵-۰
ماسٹر امیر عالم صاحب راولپنڈی	۶۰-۰-۰
مرزا ناصر علی صاحب مرحوم	۱۴-۰-۰
پیر اکبر علی صاحب مرحوم راولپنڈی	۳۴-۲-۰
اہلیہ صاحبہ ″	۹۶-۰-۰
حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ	۵۶-۰-۰
پیر صلاح الدین صاحب ت۔ ۶۔ E راولپنڈی	۲۹۴-۰-۰
امۃ اللہ صاحبہ اہلیہ ″ ″	۷۵-۰-۰
امۃ القیوم صاحبہ اہلیہ مہر انوار الدین صاحب	۳۱-۰-۰
ظہور الدین صاحب ہیڈ ڈکیل گوجرخاں	۵۳-۰
مریم جانو صاحبہ اہلیہ	۱۲-۰-۰

نام	رقم
صوبیدار ڈاکٹر غلام محمد صاحب ملٹری ہسپتال کیمبل پور	۲۰۴-۰
رابعہ صاحبہ اہلیہ ″	۲۱-۰-۰
کیپٹن محمود وسیم صاحب کیمل پور	۱۲۰-۰-۰
شیخ غلام جیلانی صاحب حنیف درویش قادیان	۱۳۰-۰
ملک سلطان محمد صاحب کوٹ فتح خاں	۹۲۰-۰
سردار سرخرو خانصاحب ″	۵۰-۰
مروارید نو صاحبہ اہلیہ مرحومہ ″	۱۲۵-۰-۰
دانشہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ موجودہ ″	۱۲۵-۰
راشدہ سلطانہ صاحبہ ″	۵۰-۰-۰
سلطان رشید خانصاحب ″	۵۰-۰-۰
ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب چک بیلی خاں	۱۸۶-۰
میاں احمد شفیع صاحب قریشی جنرل رجمنٹ میانوالی	۱۰۰-۰-۰
قریشی محمد شفیع صاحب ″	۱۸-۰
بشیر احمد صاحب ″	۲۹-۰-۰
ملک عزیز محمد صاحب وکیل ڈیرہ غازی خاں	۱۷۵-۰-۰
میاں عبد الرحمٰن صاحب دکاندار ″	۲۷-۰-۰
محمد عثمان صاحب پنشنر مدرس ″	۸-۱۰
قاضی اللہ بخش صاحب ″	۱۲-۰-۰
استانی زینب بی بی صاحبہ ″	۴۸-۰-۰
چوہدری عطا محمد صاحب تحصیلدار تونسہ شریف	۲۸۰-۰
امیر محمد خانصاحب پٹواری ″	۱۵-۰-۰
عبد القادر صاحب مدرس حاجی کا نڈہ	۲۴-۰-۰
قاضی اللہ بخش صاحب ہمدانی	۱۵
ملک عزیز احمد صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین ایبٹ آباد	۱۱۰۰
مولوی محمد عرفان خانصاحب اپیل نویس مانسہرہ	۵۵/-
صوفی رحمۃ اللہ صاحب مانسہرہ	۱۶-۰-۰
خواجہ عبد اللہ صاحب پنشنر پشاور	۱۹۶-۰
مرزا عبد المجید صاحب پنشنر پشاور	۴۰-۰
شیخ الٰہی بخش صاحب پشاور	۱۵-۰-۰
امۃ الحی صاحبہ والدہ مبارک احمد صاحب	۲۵۰-۰
میجر محمد رستم خانصاحب	۳۴۰-۰-۰
شیخ عبد الرحمٰن صاحب نوشہرہ چھاؤنی	۱۰-۰
محمد سفیور خانصاحب ایڈ ڈکیٹ مردان	۷۰-۰
سید مبارک علی صاحب لدھیانوی	۳۶-۹
سعیدہ مبارکہ خاتون دختر ″	۱۰-۵
یار محمد صاحب ہیڈ ... تحصیل مردان	۸۰-۰
معین الدین صاحب مردان	۱۷-۸
میاں غلام حسین صاحب S.D.O تالا	۴۵۰-۰
ملک عبد الجبار خانصاحب یو۔پی	۸-۰-۰
اہلیہ صاحبہ ″ ″	۷-۰-۰
مسعود محمد احمد صاحب سیالکوٹی بنوں	۸۵-۰-۰
اکٹر امین الدین صاحب ضلع کوہاٹ	۳۰-۰
خانصاحب کرامت اللہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں	۱۹-۰
چوہدری غلام حسین صاحب سفید پوش	۶۱۳-۰-۰
اہلیہ صاحبہ ″ ″	۱۹-۰
والدہ صاحبہ ″ ″	۵۴-۰
شیخ عطاء اللہ صاحب مرحوم	۵-۱۵
ذکاء اللہ صاحب پسر	۵-۱۵
اہلیہ صاحبہ فضل الٰہی خانصاحب گھوکھر وال	۵-۱۲

نام	رقم
امیر الدین صاحب سلہٹ آسام	۱۳-۱۲
محمد ابراہیم صاحب ۱۱۷۵/۶	۷-۴
قریشی فضل حق صاحب سیکھوانی	۵-۶
حکیم مولوی قطب الدین صاحب	۱۱-۱۲
ڈاکٹر ایم۔اے عامر صاحب	۲۶-۸
۷۰/۴ جیب احمد صاحب	۱۱-۰-۰
مرزا عبد المنان صاحب بارہ مولا	۱۵-۰-۰
قطب الدین صاحب مرحوم ہرسیاں	۶-۱
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر گوہر الدین صاحب	۱۵-۴
محمد اسحٰق صاحب انبالہ	۵-۳
میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب	۱۱۲-۰
خواجہ ظہور شاہ صاحب	۳۷-۰-۰
غوث محمد صاحب ہرسیاں	۵-۵
ابو البشیر محمد رحمت اللہ صاحب	۱۵-۰-۰
محمد حیات خانصاحب ملتان	۴۲-۰
ملک عزیز احمد صاحب لودھراں	۱۰-۰-۰
والدہ صاحبہ چوہدری بشیر احمد صاحب لودھراں	۱۴-۸
ملک غلام رسول صاحب ″	۸-۰-۰
ملک فیض بخش صاحب ″	۸-۰-۰
اہلیہ مرحومہ ڈاکٹر عبد الغنی صاحب ″	۱۰/-
ملک عبد الرحمٰن ″	۱۱-۰
شیخ محمد حسین صاحب صدر کلاتھ مرچنٹ دنیاپور	۱۶/-
″ محمد اسلم سیکرٹری ″	۱۳-۸
″ محمد منیر صاحب دنیاپور ملتان	۹-۸
فاطمہ بی بی صاحبہ زوجہ محمد حسین صاحب ″	۱۰-۸
کنیز فاطمہ زوجہ محمود وسیم صاحب ″	۱۰-۸
چوہدری رحمت علی صاحب علی پور	۱۴-۰-۰
خدا بخش صاحب امیر اللہ سیال ″	۶-۴
غلام احمد صاحب ″ ″	۷-۰-۰
نواب بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری غلام غوث صاحب علی پور ملتان	۲۱-۰-۰
محمد علی صاحب چک نمبر ۴/۲۰۷ E.B	۲۲
ملک عمر علی صاحب رئیس کوٹ محمد داد } مع اہلیہ صاحبہ و بچگان و سیدہ ام طاہر }	۱۰۰۶
فضل کریم صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول بوریوالہ	۸۰/-
چوہدری بشیر احمد صاحب مع اہلیہ صاحبہ	۲۴/-
غلام جعفر صادق چک نمبر ۱/۲ 15-R	۶-۴
میاں حیات محمد خانصاحب اگزیکٹو انجینیر بہاولپور	۳۰۰/-
چوہدری محمد شفیع S.D.O بہاولپور	۱۷۵-۰-۰
مرزا سیف اللہ صاحب فاروقی ″	۴۶-۰-۰
اہلیہ محمد سلیم صاحب کلرک ″	۳۰-۰
ڈاکٹر فرزند علی صادق چک نمبر ۱۲۰/پی ″	۵۵-۰-۰
محمد عبد القدوس صاحب چک نمبر ۱۲۰/پی بہاولپور	۴۵
میاں اللہ دتہ صاحب جھول ″	۶-۰
غلام قادر صاحب چک ۱۶۰ بہاولپور	۱۳-۰-۰
چوہدری نصیب الدین صاحب نمبردار چک ۱۶۲ ″	۱۵۳-۰-۰
اہلیہ صاحبہ مرحومہ ″ ″	۱۷-۰-۰
″ موجودہ	۱۰-۰-۰
چوہدری محمد ابراہیم صاحب پسر	۶-۸
اہلیہ صاحبہ ″	۶-۸